وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ
لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

تدوینِ حدیث

جس میں

حدیث کی شرعی حقیقت حدیث کی دینی اہمیت و ضرورت۔ اس کی تدوین و حفاظت اور اس کے معیارِ ردّ و قبول کے متعلق جملہ مباحث پر نہایت تحقیقی و تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے نیز ان شکوک و شبہات کا نہایت اطمینان بخش جواب دیا گیا ہے جن کی وجہ سے بعض لوگ حجیت حدیث کا انکار کرنے لگتے ہیں۔

از: مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی قدس سرہٗ
سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ

کہ لکھنے کے بعد بجائے عام اشاعت کے اس نسخہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عائشہ صدیقہ رضؓ کو رکھنے کے لئے دے دیا تھا، میں تو ان الفاظ سے یہ سمجھتا ہوں کہ کسی فوری جذبہ سے مغلوب ہو کر اس کام کو گو ابوبکر صدیق کر گزرے تھے لیکن ظاہر ہے کہ وہ ابوبکر صدیق رضؓ ہی کیوں ہوتے اور نبی کی جانشینی کے لئے ان کا انتخاب ہی کیوں ہوتا اگر اس مصلحت سے وہ قطعی طور پر خالی الذہن ہو کر اپنے اس کام کو اسی طرح بڑا کام تصور فرما لیتے جیسے اس زمانے کے آرزو کرنے والے سوچ رہے ہیں ان کا تو یہ حال ہے کہ آج یورپ یا امریکہ میں ابوبکر صدیق کے اس نسخہ کا اگر پتہ چل جائے تو اس کو اپنی ایک بڑی کامیابی قرار دے کر شاید آسمانوں کو سر پر اٹھالیں۔

اپنے ذخیرۂ حدیث کو جلا کر حضرت ابوبکر رضؓ نے سنتِ نبوی ؐ اور مصلحتِ پیمبری کی تجدید کی

لیکن یہ حال تو ان کا ہے جنھوں نے نہ پیغمبر کو دیکھا نہ پیغمبر کی صحبت سے استفادہ کا موقعہ ان کو ملا مگر جو زندگی کے ہر شعبہ میں نبی کا ثانی سمجھا جاتا تھا دیکھئے ہو ان کا کیا حال ہے، ان ہی کی صاحبزادی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ جن کے پاس یہ "صدیقی نسخہ" حدیثوں کا رکھوایا گیا تھا، ان ہی کی زبانی سنئے وہ کیا فرماتی ہیں۔ اسی روایت کے آخر میں ہے :۔

فَبَاتَ لَيْلَةً يَتَقَلَّبُ كَثِيْرًا۔ — پھر ایک شب میں (دیکھا گیا) کہ وہ یعنی حضرت ابوبکر رضؓ بہت زیادہ کروٹیں بدل رہے ہیں۔

تم تو اس پر خوش ہو کہ ابتداءِ اسلام ہی میں حکومت کی طرف سے نبی کے بعد ہی خود پیغمبر کے خلیفہ نے حدیثوں کا مجموعہ جمع کر لیا گویا سارے شکوک و شبہات جو آج حدیثوں کے متعلق دلوں میں پیدا ہوتے ہیں ان کا ہمیشہ کے لئے انسداد ہو گیا تم اس لئے خوشی سے پھولے نہیں سماتے اچھل رہے ہو کہ بڑا کام ہو گیا، لیکن خود جس نے اس بڑے کام کو انجام دیا تھا وہ یہی سوچ کر کہ ایسا کیوں ہو گیا کروٹوں پر کروٹیں بدل رہا ہے، نیند آنکھوں سے اُڑ گئی ہے۔ آخر عائشہ صدیقہ رضؓ سے نہ رہا گیا باپ کی اس غیر معمولی بے چینی کو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں، سرہانے تشریف لائیں خود فرماتی ہیں کہ

فغمنی (والد کی اس حالت نے مجھے غم میں مبتلا کر دیا) اور عرض کیا کہ

اَتَتَقَلَّبُ لِشَكْوَى اَوْ بِشَيْءٍ آپ یہ کروٹیں کیا کسی جسمانی تکلیف کی وجہ سے بدل رہے ہیں یا

بَلَغَكَ۔ کوئی خبر آپ تک پہنچی ہے (جسے سن کر آپ بے چین ہو رہے ہیں)۔

ابوبکر ایک قطعی فیصلہ پر پہنچ چکے تھے، اسی لئے کسی دوسرے سے حتیٰ کہ ام المؤمنین جیسی صاحبزادی سے بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مشورہ اس باب میں سنیں، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوچھتی رہیں لیکن ادھر سے کوئی جواب نہ ملا، عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ

فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ اَیْ بُنَیَّۃِ ھَلُمِّی جب صبح ہوئی تو حضرت ابوبکر رضؓ نے) فرمایا بیٹی ان حدیثوں

الْاَحَادِیْثَ الَّتِیْ عِنْدَكِ۔ کو لاؤ جو تمہارے پاس ہیں۔

کچھ نہیں معلوم کہ جن حدیثوں کو اتنی محنت اور کاوش سے لکھا ہے ان کو کیا کریں گے مگر حکم تھا لا کر عائشہ صدیقہ نے کتاب حاضر کر دی اس کے بعد کیا ہوا ان ہی سے سنئے فرماتی ہیں:۔

فَدَعَا بِنَارٍ فَحَرَّقَھَا۔ پھر آگ منگوائی اور اس نسخہ کو جلا دیا۔

اور اب صدیقہ کی سمجھ میں آیا کہ رات بھر والد بے چینی کے ساتھ کروٹیں جو بدل رہے تھے اس کا اصلی راز کیا تھا۔ سب سے بڑی کامیابی ابوبکر کو نظر آگئی کہ ان کی بہت بڑی ناکامی ہوگی اگر دنیا میں ان کے ہاتھ کی یہ لکھی ہوئی کتاب باقی رہ گئی جو نہیں جانتے ہیں وہ کیا سمجھتے ہیں اور جو جانتا تھا اس نے کیا سمجھا، باپ بیٹی کی آئندہ گفتگو سے اس کا اندازہ کیجئے۔ صدیقہ فرماتی ہیں جب والد نے کتاب میں آگ لگادی اور اس کو جلا دیا تب میں نے عرض کیا کہ

لِمَ اَحْرَقْتَھَا۔ آپ نے اسے کیوں جلا دیا۔

یہی سننے کی بات ہے جو جواب میں حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمائی کہ

خَشِیْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَھِیَ عِنْدِیْ مجھے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ میں مر جاؤں اور حدیثوں کا یہ مجموعہ میرے

فَیَكُوْنَ فِیْھَا اَحَادِیْثُ عَنْ رَجُلٍ پاس رہ جائے (بایں طور) کہ اس مجموعے میں ایسے شخص کی بھی

قَدِ ائْتَمَنْتُهٗ وَوَثِقْتُهٗ وَلَمْ یَكُنْ حدیثیں ہوں جس کی امانت پر میں نے بھروسہ کیا اور اس کے

كَمَا حَدَّثَنِيْ فَاَكُوْنَ قَدْ نَقَلْتُ — بیان پر اعتماد کیا مگر جو کچھ اس نے مجھ سے بیان کیا بات ویسی نہ ہو اور
ذَالِكَ فَهٰذَا لَا يَصِحُّ۔ — میں نے (اپنے مجموعہ) میں اسے نقل کر دیا۔ ایسا کرنا درست نہ ہوگا۔

میرے خیال میں تو بغیر کسی تاویل کے واضح اور صاف مطلب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا الفاظ کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ جن حدیثوں کے متعلق عمومیت اور اشاعت کا طریقہ پیغمبر نے اختیار نہیں فرمایا تھا بلکہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی بات آخر جن بنیادوں پر مان لیا کرتا ہے اور وہ بنیادیں کیا ہوتی ہیں، یہی کہ بظاہر خبر دینے والا ایسا آدمی ہو جس کے متعلق سننے والے یہ خیال رکھتے ہوں کہ یہ ایک معتبر اور قابل بھروسہ آدمی ہے۔ دنیا کا عام کاروبار اسی پر چل رہا ہے حتیٰ کہ عدالتوں میں اسی قسم کے گواہوں کی شہادتوں پر اعتماد کر کے حکام فیصلے صادر کیا کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قطعی یقین جو لازوال ہو اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی پس ان حدیثوں کے باب میں بھی یہی راہ جب اختیار کی گئی تھی اور اسی راہ سے جن حدیثوں کا علم انھیں حاصل ہوا تھا۔ یعنی ان کے بیان کرنے والوں کے متعلق اس کی ضمانت نہیں تلاش کی گئی کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں سچ ہی کہہ رہے ہیں، بلکہ ان کے عام حالات کو دیکھتے ہوئے جو کچھ انھوں نے بیان کیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے مان لیا تھا اور ان کی روایت پر بھروسہ کر کے ان کی روایت کردہ حدیثوں کو اس مجموعہ میں جمع کر دیا تھا، اصل نوعیت تو ان حدیثوں کی یہی ہے، ان کی تبلیغ ہی ایسے ڈھنگ سے پیغمبر نے کی تھی جس کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا اور یہی ہوا، مگر اسی وجہ سے کہ بالکلیہ ہر قسم کے شکوک و شبہات کے ازالہ کی کوشش ان حدیثوں کے متعلق نہیں کی گئی ہے اس کا بھی احتمال ان میں باقی ہے کہ بیان کرنے والوں کا بیان ممکن ہے کہ صحیح نہ ہو جیسا کہ گزر چکا، اس احتمال کی گنجائش دین کے اسی حصہ میں قصداً رکھی گئی ہے اسی گنجائش نے اس کے مطالبہ کی قوت کو دین کے اس حصہ کے مطالبہ کی قوت کے مقابلہ میں کچھ کمزور کر دیا ہے جس میں قطعاً اس احتمال کی گنجائش نہیں چھوڑی گئی ہے۔

ظاہر ہے کہ جب تک حضرت ابوبکر نے ان روایتوں کو لوگوں سے پوچھ پوچھ کر اپنی کتاب